مباحث و استفسارات

اقبالیات کے ضمن میں مختلف اطراف سے مختلف طرز کے اعتراضات موصول ہوتے رہتے ہیں اقبال اکادمی پاکستان اپنے قارئین کو حتی المقدور جوابات فراہم کرتی ہے جو شائع نہ ہونے کی وجہ سے اقبالیات کے شائقین کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں - اقبالیات میں ایسے مباحث کی اشاعت کا مقصد مناقشات کا دروازہ کھولنا نہیں بلکہ تفہیم اقبال ہے - آپ بھی حصہ لے سکتے ہیں تاہم مباحث کا علمی ہونا ہم سب کے لیے مفید ہو گا -

(مدیر)

ڈاکٹر این میری شمل
کی
گبرئیلز ونگ (Gabriel's Wing)
اور
بین الاقوامی صدارتی اقبال ایوارڈ
(۴۷ - ۱۹۸۱ء)

برطانیہ میں مقیم پاکستانی محترم حمید اللہ خان صاحب نے ممتاز مستشرق خاتون اور ماہر اقبالیات ڈاکٹر این ،میری ،شمل کی کتاب Gabriel's Wing کے بعض مندرجات کو اپنے خط میں نقل کر کے ان کے ضمن میں بعض اعتراضات اٹھائے تھے - ان کے خط کا جواب اقبال اکادمی پاکستان کی طرف سے دیا گیا - محترم حمید اللہ خان صاحب نے یہی مضمون تحریک اسلامی کے ممتاز رہنما ، ادیب اور شاعر محترم نعیم صدیقی صاحب کو بھی بھجوایا - جو انہوں نے اپنے خط کے ساتھ اقبال اکادمی کو بھجوا دیا اور خواہش ظاہر کی کہ اس کتاب کے مضر پہلوؤں کو سامنے لایا جائے اور اس پر نقد کر کے ان کے ہر نکتے کا جواب دیا جائے -

اقبال اکادمی پاکستان کے مجلّہ اقبالیات میں ہم حمید اللہ خان صاحب کا مضمون ، اقبال اکادمی پاکستان کی طرف سے ارسال کردہ جواب اور محترم نعیم صدیقی صاحب کا خط شائع کر رہے ہیں تا کہ تمام مبحث اقبالیات کے قارئین کے سامنے آ سکے - علامہ اقبال کے حوالے سے قومی اور علمی موضوعات پر مباحث کا دروازہ کھلا رہنا چاہیے تاہم مباحث کا ذاتیات سے بالا اور علمی ہونا تفہیم مبحث کے لیے زیادہ مفید ہوگا - (دیکھئے ص ۱۶۷ آخری دو سطریں)

(مدیر)

ممتاز مستشرق خاتون اور ماہر اقبالیات ڈاکٹر شمل کی کج بیانیاں

حمید اللہ خان (یو، کے)

''اقبال اکادمی پاکستان کے زیر اہتمام ۱۲ فروری ۱۹۹۸ء کو شام کے چھ بجے ایوان اقبال بینکویٹ ہال میں پہلے بین الاقوامی صدارتی اقبال ایوارڈ کی تقریب منعقد ہوئی ۔ جس میں اکادمی کی طرف سے محترمہ ڈاکٹر این میری شمل کو مرکزیہ مجلس اقبال کے سربراہ جسٹس (ر) ڈاکٹر نسیم حسن شاہ کے ہاتھوں سے بین الاقوامی صدارتی اقبال ایورڈ برائے ۱۹۴۷ء تا ۱۹۸۱ء پیش کیا گیا ۔ تقریب کی صدارت جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال نائب صدر اقبال اکادمی نے کی''۔

یہ اس غیر معمولی تقریب کی رپورٹ ہے جو اقبال اکادمی پاکستان کے اردو مجلّہ اقبالیات کے شمارہ برائے جنوری ، جولائی ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی اور میری نظر سے اب گزری ہے اس تقریب کی تفصیل یہ ہے کہ این میری شمل کو ------- ان کی کتاب Gabriel's Wing جو ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۱ء تک اقبالیات پر بہترین کتاب قرار پائی بین الاقوامی صدارتی اقبال (سونے کا تمغہ اور ۵ ہزار ڈالر) ایوارڈ دیا گیا ------ گویا اس طرح اقبال اور پاکستان کی عزت افزائی کی گئی ۔

این میری شمل وہ مستشرق ہیں جنہوں نے اپنے باضابطہ منصوبہ اور مقصد کے تحت پہلے تو علامہ اقبال کی غیر معمولی مدح وستائش کی --- اور اس کے بعد علامہ پر ہرزہ سرائی کی ، یعنی علامہ پر باطل الزامات لگائے اور علامہ کے علم ومنزلت کی تحقیر کی ۔

حوالہ کے لیے سب سے پہلے موصوفہ کی تصنیف Gabriel's Wing صفحہ viii دیکھئے، جہاں وہ علامہ پر الزام لگاتی ہیں کہ : "Iqbal Changed Western ideas according to his concept of Islam" اس کے بعد صفحہ ۲۴۲ پر ضیا گوکلپ کے حوالہ سے فرماتی ہیں :

" Iqbal did not know Turkish, has studied his (Ziya Gokalp's) work through the German translation of August Fisher, and it is of interest to see how he (Iqbal) sometimes changes or omits some words of the translation when reproducing the verses in the Lecture,"

این میری شمل کے اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس امر کا اظہار کرنا چاہتی ہیں

کہ وہ ترکی زبان کی ماہر ہیں اور ساتھ ہی علامہ جیسے شخص پر یہ لغو الزام عائد کرتی ہیں کہ انہوں نے جرمن ترجمہ میں کہیں تبدیلی کی اور کہیں کچھ الفاظ حذف کر دیئے ـ

علامہ اقبال پر الزام تراشی کی انتہا یہ ہے کہ وہ صفحہ ۳۸۵ پر فرماتی ہیں :

" Iqbal's interpretation of the Writ (The Holy Quran)is sometimes very personal and influenced by the wish of combining Quranic revelations with the experience of modern science"

مستشرق موصوفہ کی یہ جرأت قابل غور ہے کہ وہ علامہ جیسی ہستی پر جہل آمیز الزام عائد کر کے اپنی غیر معمولی علمیت اور لیاقت کی نمائش کرتی ہیں ، گویا اس طرح اپنی قرآن فہمی کے ادعا کا اظہار کرنا چاہتی ہیں ـ

اسی صفحہ پر علامہ کی مغرب پر تنقید کو بے جا اور ناروا سمجھتی ہیں اور ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے علامہ کی تنقید کو ایک مناظرہ قرار دیتی ہیں ـ ان کے الفاظ درج ذیل ہیں :

" His criticism of the West sometimes took forms worthy of medieval polemics".

اس سے آگے میری شمل کا علامہ پر ایک غیر معقول الزام ملاحظہ ہو :

" The Christian reader will be shocked by the devaluation of nearly everything Christian and European in Iqbal's work, and by the lack of understanding of the ethical ideals of Christianity (the dogmatic differences are not of interest to Iqbal and are not discussed in his work). He should then realise that Iqbal in this respect does not talk with the calmness required of a historian of religion".

اس طرح میری شمل نے اپنے عیسائی اور مغربی ہونے کے زعم میں عیسائی مصنفین کو بھی علامہ کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی ـ

موصوفہ کا لہجہ دیکھیے کہ وہ علامہ کو عیسائیت کے اخلاقی تصورات سے نابلد سمجھتی ہیں اور مزید الزام عائد کرتی ہیں کہ علامہ بحیثیت مذہبی مورخ، حداعتدال میں نہ رہے ـ

حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ ایسی مستشرق کو ---- جس نے علامہ کی علمیت اور عظمت کو اپنے مخصوص مستشرقانہ رویہ کا نشانہ بنایا ------ بین الاقوامی اقبال ایوارڈ سے نوازا گیا ـ

ممکن ہے بعض نقاد حضرات اپنی ناقدانہ بصیرت سے میری شمل کی یا وہ گوئی کو علمی تنقید سے موسوم کریں ، لیکن یہ تنقید نہیں علامہ کی تکذیب اور تخفیف ہے ـ

اس وقت پاکستان میں اتنے بڑے اقبال شناس اور اہل علم و دانش حضرات موجود ہیں ، اس کے باوجود ایک مستشرق کو ----- جس نے علامہ اقبال کے خلاف معاندانہ رویہ اختیار کیا ------ ایک غیر معمولی ایوارڈ دے کر سراہا گیا ـ پہلے لاہور کی ایک شاہراہ کا نام خیابان شمل رکھا گیا ------ حالانکہ دنیا بھر میں یہ دستور مسلم ہے کہ اس قسم کے انتساب زندہ شخصیتوں

کے ناموں سے نہیں کیے جاتے ----- اور اب ''ان کی اسلامی علوم وفنون ، شاعری ،تصوف اور اقبالیات پر محققانہ بصیرت پر'' ان کی شان میں یہ نذرانہ پیش کیا گیا -

یہ بھی ایک سانحہ ہے کہ اس تقریب کی صدارت علامہ کے فرزند ارجمند جسٹس (ر) جاوید اقبال نے فرمائی۔

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

نہ جانے ہم کب تک ایسی مرعوبانہ ذہنیت کا شکار رہیں گے -

این میری شمل کے ایک اور کارنامے کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ہم لوگ موصوفہ کو ، اور ''خوبیوں'' کے علاوہ ''اسلام دوست'' بھی تصور کرتے ہیں - •••••••

حمید اللہ خان ۲۴ اگست ۱۹۹۹ء

☆☆☆☆☆

جناب حمید اللہ خان کو اس سلسلے میں اقبال اکادمی کی طرف سے یکم دسمبر ۱۹۹۹ء کو جو جوابی خط لکھا گیا ذیل میں اس کا اقتباس درج ہے تا کہ اس سے اس امر کی تفہیم ہو سکے کہ ڈاکٹر شمل کے کام کو عمومی طور پر کس انداز سے دیکھا جاتا ہے اور بین الاقوامی اقبال ایوارڈ اسے کن بنیادوں پر دیا گیا -

''اقبال اکادمی پاکستان بلکہ پاکستان کا کوئی علم دوست ڈاکٹر این میری شمل کا فدائی نہیں اور نہ ان کو پاکستان اور اسلام کا پرچارک تصور کرتا ہے اور ایوارڈ اس بات کی سند نہیں کہ ہم نے انہیں امام مان لیا ہے اقبال ایوارڈ کے اپنے تقاضے ہیں اس کی شرائط یہ ہیں کہ اقبال پر کسی غیر ملکی زبان میں سب سے بہتر کام کس نے کیا ہے اور اس کام کی نوعیت ترجمے کی نہیں ہونی چاہیے -

اس نکتہ نظر سے دیکھیں تو اقبال پر سب سے اچھی کتاب یہی ''گبرلز ونگ'' ہے اس کی نارسائیاں اپنی جگہ مگر اس کی خوبیاں بھی کم نہیں - اقبال کے بارے میں اس نے سب سے بہتر رویہ رکھا اور سب سے بڑھ کر علمی کام کیا لہٰذا اسے ایوارڈ کا حقدار ٹھہرایا گیا - یہ ایوارڈ اس کے نظریات کی کسی طرح بھی تائید اور تحسین نہیں کرتا صرف اقبالیات پر اس کے کام کا عمومی اعتراف ہے - نیز یہ بھی نظر میں رہنا چاہیے کہ ان کی ضخیم کتاب میں آپ کے نشانزدہ مقامات کے علاوہ بھی تو کچھ ہے اور کس معیار کا ہے! مزید یہ عرض کر دیں کہ ان کو دیا جانے والا ایوارڈ کسی کی حق تلفی کر کے نہیں دیا گیا - قومی اقبال ایوارڈ ۱۹۷۷ء سے دیئے جا رہے ہیں اور

پاکستان کے کئی اقبال شناس اس ایوارڈ سے استفادہ کر چکے ہیں –''

☆☆☆☆☆

اس کے بعد یہی خط حمید اللہ خان صاحب نے مولانا نعیم صدیقی صاحب مدیر سیارہ لاہور کو روانہ کیا جس پر محترم نعیم صدیقی صاحب نے اقبال اکادمی کو خط روانہ کیا – جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے –

''میرے ایک دوست حمید اللہ خان صاحب نے برطانیہ سے مجھے ایک مضمون ڈاکٹر این میری شمل کے متعلق روانہ کیا – جو باتیں علامہ اقبال اور اسلام کے متعلق انہیں غلط اور ناگوار لگیں، موصوفہ کی تحریروں سے نکال کر انہوں نے سامنے رکھ دی ہیں''–

میں نے انہیں خط لکھا تھا کہ براہ کرم جو چارجز یا اعتراضات آپ نے پیش کیے ہیں ان کے ساتھ ان کی ضروری عبارتیں شامل کر دیں – مگر انہوں نے کہا کہ یہ کام یہاں سے تو نہیں ہوسکتا وہیں کوئی انتظام کیا جائے ••••••

مقام افسوس ہے کہ ہم مسلمان کئی ایسے مستشرقوں سے امید لگاتے ہیں کہ یہ شخصیت متعصب پادریوں اور سلوپوائزن ہمارے دماغوں میں انجکٹ کرنے والے فلسفیوں اور دانشوروں سے بہت مختلف، وسیع الظرف اور انصاف پسند ہے – یہی مغالطہ تھا کہ ڈاکٹر شمل صاحبہ یہاں کے محبان اقبال اور دلدادگان اسلام کی آنکھ کی پتلی بنی رہیں، بلکہ خود میں نے بڑی عقیدت سے ان کے بارے میں سیارہ کے صفحات میں لکھا اور اس سلسلے میں ملاقات بھی کی – مگر مسخ شدہ عیسائیت کے دھندلے اور ادھورے خیالات کے سرمستوں کا حال یہ ہے کہ بہ لحاظ تعصب بخلاف اسلام ان کو دیکھا جائے تو جس پر بھی توجہ کیجیے اس کی شان یہ ہے کہ'' چوں دم برداشتم مادہ برآید'' – آج کے سرمست الحاد مغرب نے ایسی طرز یں تحریر و تقریر کی ایجاد کر لی ہیں کہ سطور تو کیا، بین السطور کے پردے سے بھی پیچھے نہایت ہی لطیف قسم کے طنز و تعریض کے لمبے لمبے خار مغیلان کی طرح نیزے اسلام کے خلاف تانے ہوئے ہیں اور اوپر دانش وری اور عدل و صداقت کے گلہائے استدلال کی تہیں جمی ہوئی ہیں – میرا خیال ہے کہ مذہبی گفتگو ہو یا معاشرتی و تمدنی مسائل کی بحثیں یا عالمی سیاست کی ڈپلومیسی، ان میں جس شان سے مغرب نے منافقت کو سمویا ہے، ایسی ایجاد تو شاید ایٹم بم اور کمپیوٹر سے بھی زیادہ قدر و قیمت رکھتی ہے–

جناب من! ہمیں اگر سر اٹھانے کے لیے مرعوبیت فرنگ کا قفس توڑنا ہے تو پھر مغربی پادریوں اور فلسفیوں اور سیاست بازوں کی منافقت کو نمایاں کرنے کے لیے نہایت بے رحمانہ

پوسٹ مارٹم ان کے ہر تھیسس کا کرنا چاہیے - آخر سانپوں کے ساتھ مصلحت کے تحت خیر سگالی قائم رکھنے کے لیے ہم اقبال یا اسلام کی بھینٹ تو ان کی خوشنودی پر نہیں چڑھا سکتے -

میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ پہلے تو اس مضمون کو موجودہ شکل ہی میں شائع کر دیں اور ضرورت سمجھیں تو میری طرف سے یہ اشارہ لکھ دیں کہ میں نے صاحب مضمون کو اس تحریر کے لیے کچھ اور تحقیقی کام کرنے کے لیے لکھا تھا - مگر انہوں نے معذوری ظاہر کی- یہاں سے آپ یہ ارادہ ظاہر فرمائیں کہ آپ اب اس سلسلے میں ضروری تحقیق کا اہتمام خود کر رہے ہیں اور دعوت بھی دے دیں کہ کوئی اور صاحب کچھ اور لکھنا چاہیں تو ادارہ احسان مند ہوگا - اگر کچھ نہ کرنا ہو تو مضمون وغیرہ واپس کر دیں میں احتیاطاً نقل رکھ رہا ہوں -

نیاز کیش

نعیم صدیقی

ذیل میں ہم نے گبرلز ونگ کے وہ مقامات دے دیئے ہیں جن پر حمید اللہ صاحب نے اعتراض وارد کیا ہے تا کہ محققین کو ڈاکٹر شمل اور حمید اللہ صاحب کے نفس مضمون پر تقابلی مطالعہ کرنے میں سہولت ہو-

It seemed however,necessary to give a sketchy introduction to the religious situation of India at Iqbal's time. a survey of his life. and of his artistic and theological ideals.Further, the influences that Eastern and Western thought have exerted upon him - positively or negatively - could not be left aside, though it is not the purpose of our study to enter into details concerning his debt to European philosophy, or the way he changed Western ideas according to his concept of Islam. This side of Iqbal's thought we leave to the philosophers who are more competent than the present writer. The same principle has been applied to Iqbal's political and social ideas which are treated only in so far as they form an integrating part of his religious thought".(P.vii- Forword)

"From his Lectures it becomes clear how intensely Iqbal had examined the Turkish situation and especially the ideals of Ziya Gokalp,the leading Turkish sociologist who had, in the beginning of the century, launched the ideas of Turkification, Islamisation, Modernization, and had deeply influenced the generation from which the leader of Turkish freedom movement emerged. Iqbal who did not know Turkish has studied his work through the German translation of August Fischer, and it is of interest to see how he, sometimes, changes or omits some words of the translation when reproducing the verses in his Lectures (L 242.)

"The Christian reader will be shocked by the devaluation of nearly everything Christian, and European, in Iqbal's work, and by the lack of understanding of the ethical ideals of Christianity (the dogmatic differences

are of no interest to Iqbal and not discussed in his work). He should, then, realize that Iqbal in this respect does not talk with the calmness required of a historian of religions who has to compare ideal with ideal but preaches with the ardent zest of a prophetical critic who wants to exalt his own religion and is deeply convinced that it is the only remedy for all ills of a rotten society, and far superior to a civilization which has left far behind the lore of Christ and has due to its alleged implicit dualism of body and soul, church and state, resulted in either ascetic spiritualism or materialism".(p.382)

"The poet has often complained of the difficulty of his position, struggling against heavy odds. Here is right; for he did not belong to the ultra-conservative orthodoxy though his unflinching and unassailable belief in the tenets of the Quranic revelation was worthy of the staunchest orthodox Muslim; and he did not belong either to the modernists for whom Islam was, no doubt, the last revealed and best religion but compatible with wide rationalist interpretations and valid more or less only in its internal ethical aspects, though Iqbal's interpretation of the Holy Writ is sometimes very personal and in fluenced by the wish of combining Quranic revelation with the experiences of modern science; he was no adherent of the traditionalist school who rejected everything European and especially British as periculous for the Muslim mind though his criticism of the West sometimes took forms worthy of medieval polemics; nor was he a Westerner for whom European civilization meant everything though his wide knowledge of European Weltanschauung surpasses by far the normal scope of an oriental- and even of many an occidental--scholar and a vital interest in German poetry and philosophy has left deep marks on his creativeness; he was not a stern Wahhabi rejecting every innovation in Islam as unlawful though he has flung challenges against the all-embracing grave-worship, Pirism and pantheistic mysticism which was overshadowing Indian Islam; nor was he a mystic who aimed at attaining the highest bliss of union with the Divine though his piety was tinged by the personalist mysticism, the voluntarist mysticism of early Islamic type, and his veneration of the saints of yore was deep and honest--in short, his work and personality contained all the divergent elements of conservatism and liberalism, of prophetical and mystical religious experience, of orthodoxy and heterodoxy---" (p385-86)